

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نقش آغاز

مشرق وسطیٰ

بیت المقدس کا خطبہ فتح

اسرائیل سے عربوں کا سترہ روزہ مسلسل جہاد ۲۲ اکتوبر کو جس نازک موڑ پر اگر رُکا اور اس کے بعد معاہدہ اور افہام و تفہیم کے نام سے جو سلسلہ شروع ہوا عالمی طاقتوں کے مسلم کش رویہ کی بناء پر اس کا کھٹکا پہلے ہی دن سے تھا۔ اور اب یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ مشرق وسطیٰ میں حالات آگے چل کر کیا پلٹا کھاتے ہیں۔ مگر اس جنگ سے چند باتیں رونق روشن کی طرح عیاں ہو گئیں۔ اور اگر مسلمانوں نے اس سے سبق لیا اور آئندہ اپنی پالیسیوں میں انہیں ملحوظ رکھا تو اس جنگ میں دی ہوئی قربانیاں راسخاں نہیں سمجھی جائیں گی۔ پہلی بات یہ کہ اسلام نے سارے جہاں کا کفر مسلمانوں کے مقابلہ میں ملت واحدہ ہونے کا جو اعلان کیا تھا وہ پچھلے ہر دور کی طرح اب بھی ایک اٹل حقیقت بن کر سامنے آیا۔ صیہونیت کے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لئے امریکہ نے ڈھٹائی اور بے حیائی کا جو شرمناک کردار ادا کیا اس کی روشنی میں عالم اسلام کو اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرنا ہوگی۔ جنگ میں حالت یہ ہو گئی تھی کہ جانباز عرب مجاہد اسرائیل سے نہیں عالمی سامراجیت کے علمبردار امریکہ سے ڈر رہے تھے امریکہ کے صدر سے لیکر یہودی نژاد وزیر خارجہ کسنجر تک نے کھلم کھلا اپنی سامراج نوازی کا ثبوت دیتے ہوئے یہودیوں کی حمایت کی اور نہ صرف جنگی سطح بلکہ سیاسی اور سفارتی بنیادوں پر بھی اسرائیل کی بھرپور مدد کی گئی۔

— من تو شد من تو من شدی کا معاملہ یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ اسرائیل امریکہ کی باہمی گرجموشی اور اظہار تعاون دیکھ کر نہیں کہا جاسکتا کہ امریکہ اسرائیل کا ایجنٹ ہے یا اسرائیل امریکہ کے عزائم خبیثہ کی تکمیل میں لگا ہوا ہے۔ اسرائیل بظاہر امریکہ کا دست نگر ہے۔ مگر لگتا ایسا ہے کہ حقیقت امریکہ اپنی عالمی قوتوں سمیت مٹھی بھر یہودیوں کی ایک کالونی ہے۔ اپنے طور پر نہ اس کے کچھ اصول ہیں نہ قوانین نہ ضمیر ہے اور نہ کسی آزاد فیصلہ کا اختیار، امریکہ نہ صرف جنگ میں اسرائیل کا آرڈر مینس ٹیکٹری بنا رہا بلکہ بقول بی بی سی کے ایک مبصر کے وہ اب تک تیس ہزار تین سے زائد اسلحہ اسرائیل پہنچا چکا ہے۔ اور اب تو بحری راستے سے

بھی اسرائیل کو مزید اسلحہ کی ترسیل جاری ہے۔ امریکہ جو ویٹ نام میں اپنی ساری شان و شوکت اور طغیانہ خاک میں ملا چکا ہے، مظلوم اور بے بس عربوں پر اپنی گری ہوئی ساکھ کی عمارت اٹھانا چاہتا ہے، وہ حقیقت نہ صرف عرب دشمنی، اسلام دشمنی اور مسلم کشی کا علمبردار ہے۔ بلکہ اس کی تاریخ پوری ہی نوع انسان کی تباہی و بربادی کے عزائم مشروم سے داغدار ہو چکی ہے۔ لیکن اگر وہ ویٹ نام کی شرمناکیاں عربوں کے خون سے دھونا چاہتا ہے تو یہ اس کی بھول ہے۔ جس خدائے حی و قیوم نے اسے ویٹ نام میں ذلیل و خوار کیا ہے وہ فلسطین اور عربوں کی سرزمین کو امریکہ اور اس کے تمام سامراجی عزائم کا قبرستان بنا سکتا ہے۔ امریکہ اگر اپنے اس رول پر نظر ثانی نہیں کر سکتا تو مسلمانوں کو تو اب اپنے اس ازلی دشمن (بشمول تمام مغربی اقوام) کے بارے میں محتاط ہو جانا چاہیے۔

اس سلسلہ میں روس کی پالیسی بھی ہرگز لائق تحسین نہیں۔ اور یہ ایک المیہ ہے کہ مسلمان اپنے دشمنوں کو جانتے ہوئے بھی کسی نہ کسی طور پر کسی کافر کے جھوٹے سہارے لینے پر مجبور ہیں۔ اور اس بناء پر عرب بھی کسی نہ کسی طور پر اپنے اس منافق اور دوست نما فریبی دشمن روس کے دامن کا سہارا لے رہے ہیں۔ مگر اسرائیل کے معاملہ میں امریکہ اور روس ایک ہیں، یعنی ایک اسلحہ فراہم کرتا رہا۔ تو دوسرا یعنی روس اسلحہ چلانے کی افرادی قوت، روسی یہودیوں سے اسرائیل کی رزق بڑھانے میں پیش رہا۔ اگر جنگ کا طرہ مدار فریقین کے اسلحہ سپلائی کرنے پر موقوف نہ ہوتا۔ اور اس رباؤ سے مجبور ہو کر عرب جنگ بندی قبول نہ کرتے اور محض خدائے حی و قیوم کی نصرت کے بھروسے پر سلامتی کو نسل کی قرارداد کو مسترد کر دیا جاتا تو نتائج بلاشبہ بہتر ظاہر ہوتے۔ بہر حال عرب بلکہ تمام مسلمان جنگ کے میدانوں میں جیتی ہوئی لڑائیاں روس کے ہاتھوں مفاہمت اور مصالحت کی میزوں پر مار بیٹھتے ہیں۔ اور یہ ایک عظیم المیہ ہے کہ مسلمانوں کو دھوکہ، فریب اور سیاسی عیاروں پر مبنی ”جنگ بندی“ اور ”امن“ کے نام سے جن تباہیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس کا متفقہ طور پر انسداد ضروری ہے۔

جنگ کے اچھے نتائج میں سب سے بڑی بات عربوں اور مسلمانوں کا باہمی اتحاد و یگانگت کا مظاہرہ کرنا ہے۔ عربوں کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ کبھی متفق نہیں ہو سکتے۔ مگر اس جنگ میں عربوں نے متحد ہو کر ہر قسم کی حبیقہ بندی اور سیاسی وابستگیوں کو بالائے طاق رکھ کر امریکہ، اسرائیل اور سامراج دشمنی کا مظاہرہ کیا۔ شاہ فیصل وغیرہ نے اسی جذبہ اسلامی و قومی کی بناء پر امریکہ اور فلینڈ کو تیل کی سپلائی بند کر دی اور مشرق سے یکے مغرب تک مسلمانوں کی ایک ہی آواز بلند ہوئی جو اسرائیل اور سامراج دشمنی عربوں کی حمایت اور ظلم پر احتجاج کی آواز تھی۔ اگر مسلمان اور عرب بھائی اسی جذبہ اتحاد و اخوت سے سرشار رہے تو دنیا کی

کوئی طاقت انہیں شکست نہیں دے سکے گی، یہی ہمارے تمام مصائب کا علاج اور ساری پریشانیوں کا مداوا ہے ورنہ اسباب و مسائل کی جو فراوانی مسلمانوں اور عربوں کے پاس ہے، اس کا ہزاروں حصہ بھی اوروں کے پاس نہیں۔

ایک اور بڑی بات اس لڑائی سے یہ پیدا ہوئی کہ اس نے عربوں اور مسلمانوں کا وہ احساس کمتری مٹا دیا جو پچھلی جنگ میں شکست کے بعد حوصلوں کی لپٹی، یقین میں تغذب عزائم میں تردد اور دوسری کئی نفسیاتی، نظریاتی اور عملی خرابیوں کا موجب بن رہا تھا۔ یہ زعم باطل اس جنگ میں عربوں نے خاک میں ملا دیا کہ اسرائیل ناقابل تسخیر ہے۔ ایک ہی حملے سے عربوں نے یہود کی کمر توڑ دی۔ ان کی دفاعی لائنیں عربوں نے خس و خاشاک کی طرح روند ڈالیں۔ ایک ہی زقند میں جولان کی رکاوٹیں الٹ کر رکھ دیں۔ اور اگر امریکہ اپنے کرائے کے سپاہیوں اور اسلحہ سے میدان میں نہ آتا تو آج اسرائیل کا نام و نشان مٹ چکا ہوتا۔ کیا یہ جنگ خدا کی بیان کی ہوئی یہودیوں کی ابدی ذلت و رسوائی اور اس کی استثنائی صورت "الاجبلیہ من الناس" کا ایک اور ثبوت نہیں؟

اس جنگ میں ایک دوسری خوشگوار تبدیلی جو محسوس ہوئی وہ عربوں کا پہلے کے مقابلہ میں زیادہ جوش و خروش سے انابت الی اللہ کا جذبہ تھا۔ خدا کی طرف رجوع اس سے طلب فتح و نصرت اس کے دین اور نام کی بلندی کا جذبہ اور دلولہ اپنی کوتاہیوں اور خامیوں پر اظہارِ ندامت اور اصلاح احوال کی سعی یہ چیزیں مسلمانوں کے لئے فتح و عروج کا بنیادی سرچشمہ ہیں۔ بحمد اللہ اس جنگ میں صبر و ثبات کیساتھ ذکر اللہ کا بھی غلغلہ رہا اور قہرِ حق و ابہتال کا بھی کہ یہ تو شکست کی اور خستہ حالی کا دور ہے۔ ہمارے اسلاف تو فتح و عروج کی معراج پر سرفراز ہو کر بھی بارگاہِ ایزدی میں عجز و تسلیم کے اظہار اور مظاہرہ عبودیت میں غفلت نہیں برتنے تھے۔ فتح مکہ اور ایسے ہی بعض عظیم فتوحات تو سب کو معلوم ہی ہیں۔

اس بیت المقدس کو لیجئے جس کی بازیابی کا ہر مسلمان متمنی ہے۔ مگر وہ جو ہماری عظمت رفتہ کی ابرو تھی یعنی سلطان ابوالمظفر الملک الناصر صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ — ۶۰۰ھ کی لیلۃ المعراج مطابق ۲۷ اکتوبر ۱۱۸۷ء کو جب بیت المقدس میں فاتحانہ داخل ہوئے اور پوری دنیا کے اتحادی کافروں سے اسے آزاد کرایا تو فاتحانہ مسرتوں کے باوجود خداوند کریم کی بارگاہ میں ان پر عجز و نیاز بندگی اور سپردگی کا عجب عالم طاری ہوا۔ اور چھوڑیئے صلاح الدینؒ کی تو شان ہی نرالی تھی۔ اس کے بعد اگر کیا ایک صدی کے بعد ہر شعبان کو جو پہلا جمعہ مسجد اقصیٰ میں سلطان صلاح الدینؒ کی موجودگی میں پڑھا گیا تاریخ میں ہے کہ

گو یا وہ دن یوم شہود تھا۔ اس تاریخی جمعہ میں خطیب وقت قاضی محی الدین محمد بن زکی الدین علی القرشی نے جو خطبہ دیا اور اب جس پر ہماری غفلت اور خروغزائوشیوں نے غفلت و لسیان کی تہرتہ غلات چڑھا دئے ہیں۔ آئیے تاریخ کے سمیٹے سے نکال کر اس پر ایک نگاہ ڈال لیں :

الحمد لله معز الاسلام بنصرة
الشرک بقهره ومصروف الامور بأمره
ومديم النعم لبشكره ومستدرج الکفار
بمكره الذی قدر الايام ودلا بعد له
وجعل العاقبة للمتقين لفضله وانه
على عباده من ظله واظهر حبيبه على الدين
كله القاهر فوق عباده فلا يمانع والظاهر
على خليفته فلا ينازع والامر بما شأقلا
يراجع والحاكم بما يريد فلا يراجع -
فاحذر واعباد الله - بعد ان شرفكم الله
بهذا الفتح الجليل والمبع الجزيل وخصكم
بنصرة المبين واعلم ان ايدىكم بحبله المتين
ان تقترفوا كبراً من مناهيه وان
تاتوا عظيمها من معاصيه فتكونوا
كالتي نقصت غزاه من بعد قوة
انكاثا وكالذي آتينا آياتنا
فالنسخ منها فاتبعه الشيطان
فكان من الغادين -

ساری ستائش اپنی مدد سے اسلام کو عزت
دینے والی ذات کئے لئے ہے، جس نے
شرک کو اپنی قوت سے ذلیل کیا جو اپنی مرضی
سے تمام کاموں میں تصرف کرتا ہے، جو
نعمتوں کو شکر گزار کی کے بدلے ددام دیتا
ہے۔ اور جو اپنی تدبیر و حکمت سے کافروں
کو ڈھیل بھی جس نے اپنی شان عدل کی بناء
پر اتار چڑھاؤ اور فتح و زوال کو گردش زمانہ
بنا دیا اور بالآخر بہتر انجام اور کامیابی پاکبازوں
کے لئے مقرر کر دی جس نے اپنے بندوں
پر اپنا سایہ کر دیا اور اپنے دین کو سارے
ادیان پر غالب کر دیا وہ ساری مخلوق پر غالب
ہے کوئی اسے منع نہیں کر سکتا نہ کوئی رد کر
سکتا ہے۔ پس اسے اللہ کے بند
ڈرو اور محتاط رہو جبکہ اللہ نے آپ کو اس
فتح مبین، انعام عظیم اور اپنی نصرت و مدد
سے نوازا اور دین کی مضبوطی تمہارے
ہاتھوں میں تمہادی - خبردار! اب اس کے
منع کئے ہوئے کاموں کے قریب نہ
پھٹکنا، کہیں ایسا نہ ہو تم منکرات اور معاصی
کے پیچھے پڑ جاؤ۔ پس اس بڑھیا کی طرح ہو
جاؤ گے جو اپنے کئے کرائے پر خود پانی

والجہاد الجہاد فهو من افعل
عبوداتكم واشتروا عاداتكم انصروا
الله ينصركم احفظوا الله يحفظكم
اذكروا الله يذكرکم اشكروا الله

یہ دیکھو ویشکر کم خدو فخر جسم الدام پھیر دیتی تھی۔ یا اس شخص کی طرح جسے خدا نے -
 وقطع شأفة الاعدام وطهروا واضح نشانیاں دیں اور تعلیمات دیں۔ مگر شیطان
 بقية الارض من هذه الانجاس کے کہنے میں اگر اس نے سب کچھ نظر انداز
 التی اعصبت الله ورسوله کر دیا۔ اسے گھروں میں شامل ہو گیا۔
 واقطعوا فروع الكفر واجتثروا اے مسلمانو! الجہاد، الجہاد، کہ یہی
 اصولہ فقد نادت الايام بالعقالات تمہاری بہترین عبادت اور اعلیٰ ترین شیوہ
 الاسلامیة والملة المحمدیة : حیات ہے۔ تم اللہ کی مدد کرو وہ تمہاری مدد
 الله اكبر فتح الله ونصره عليه کرے گا۔ شکر گزار بن جاؤ۔ وہ اپنی قدر افزائی
 وقصر اذله الله من كفر۔ اور بڑھادے گا۔ اب بیماری کو جڑ سے نکال

پسینگر۔ اور خدا کی باقی زمین کو بھی کفر و شرک اور ظلم و فساد کی ان غلامیوں (کافروں) سے
 پاک کر دو جس نے خدا اور اس کے رسول کو ناراض کر دیا۔ کفر کی ساری شاخیں کاٹ
 ڈالو۔ اور اس کی پوری بیج کنی بھی کر دو۔ کہ زمانہ اسلام اور ملت محمدیہ کا ہے۔ اور وقت
 اسلامی فتح و عروج کی یاد تازہ کر رہا ہے۔ اللہ بزرگ و برتر ہے۔ اللہ نے فتح و نصرت
 دی اور غالب ہوا اور اللہ نے کافروں کو ذلیل و خوار کر دیا۔“

— مشرق وسطیٰ کا جہاد اب بھی جاری ہے۔ اور جب تک ارض مقدس کو یہودیوں سے

پاک نہیں کیا جاتا، جاری رہے گا۔ اور جب تک بیت المقدس کی بازیابی کی ذمہ داری سے اسلامیان
 عالم اسلام سبکدوش نہیں ہو جاتے بیت المقدس کی فضا میں کسی ایسے خطبہ کے لئے ترستی رہیں گی۔

الله اكبر، الله اكبر والعزة لله والله ورسوله وللمؤمنين۔

والله يقول الحق وهو سديد السبيل۔